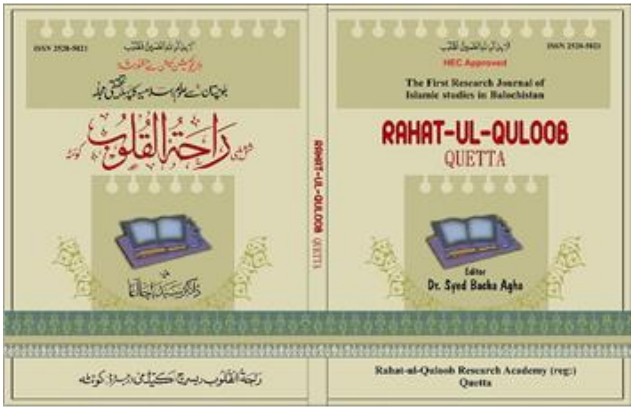

OPEN ACCESS

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

آیت کریمہ "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہ" کی تفسیر: مفسرین کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

The Concept of 'No Alteration in Allah's Creation': An Exegetical Study of Surah Ar-Rum, Verse 30

AUTHOR

1. Dr. Ilyas Ahmad, Lecturer, Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal, Dir Upper, KPK, Pakistan.
2. Dr. Zia ur Rahman, Lecturer, Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal, Dir Upper, KPK, Pakistan.
3. Dr. Atiq ullah, Lecturer, Islamic Studies, SSBU, Sheringal, Dir Upper, KPK

How to Cite: Dr. Ilyas Ahmed, Dr. Zia ur Rehman, & Dr. Atiq Ullah. (2026). URDU: آیت کریمہ "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہ کی تفسیر: مفسرین کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ: The Concept of 'No Alteration in Allah's Creation': An Exegetical Study of Surah Ar-Rum, Verse 30. *Rahat-Ul-Quloob*, *10*(1), 01-16. Retrieved from https://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/510

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/510

Vol. 10, No.1 || Jan–June 2026 || URDU-Page. 01-16

Published online: 30-01-2026

آیت کریمہ " لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰہ " کی تفسیر: مفسرین کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

The Concept of 'No Alteration in Allah's Creation': An Exegetical Study of Surah Ar-Rum, Verse 30

الیاس احمد[1] ضیاء الرحمٰن[2] عتیق اللہ[3]

ABSTRACT

This research article presents a comparative and analytical review of the exegetical opinions regarding the Qur'anic verse: "لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ ٱللَّهِ" (There is no altering the creation of Allah), found in Surah Ar-Rum, Verse 30. The primary objective of this study is to elucidate the comprehensive meaning of this verse by analyzing the perspectives of early (Salaf) and later (Mutakharin) commentators, including Imam Mujahid, Al-Tabari, Al-Maturidi, Al-Razi, Ibn Kathir, and Rasheed Riza .رحمهم الله The study employs a comparative and analytical exegetical methodology, systematically examining the interpretations across various major tafsir works. The opinions are contextualized based on the commentators' historical periods, theological schools of thought (Kalam), and legal leanings (Fiqh) to understand the diversity within the interpretation of 'Khalq Allah'. This approach links the early interpretations (Divine Religion and physical alteration) with later theological analysis (Al-Razi's intellectual depth and Ibn Kathir's reliance on Prophetic traditionsﷺ). The analysis reveals two central interpretations of the verse. 1. Prohibition of Altering the Fitrah (Divine Disposition/Religion) - The Legislative Command: The consensus among the majority of commentators, supported by the Prophetic tradition regarding Fitrah and the context of the verse (ending with ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ - That is the correct religion), holds that the verse primarily forbids changing the innate monotheistic disposition (Fitrah) into polytheism or misguidance. 2. Prohibition of Altering Physical Creation - The Material Command: This applies to forbidden acts like Al-Ikhsa' (castration) and Al-Washm (tattooing), which, as cited from Surah An-Nisa, are commands of Satan. Furthermore, some theological commentators (Kalam) interpreted the verse as asserting the immutability of Divine Decree (Qada' wa Qadar) concerning the eternal state of happiness or wretchedness (Sa'adah wa Shaqawah). In conclusion, the verse establishes a fundamental principle encompassing the protection of monotheism, adherence to the innate disposition, and avoiding both spiritual and unwarranted physical corruption of Allah's creation.

Keywords: Khalq Allah, La Tabdila li-Khalqi Allahi, Exegesis, Fitrah, Monotheism, Divine Decree, Satan, Tafsir.

تمہید:

یہ تحقیقی مقالہ سورۃ الروم کی آیت کریمہ: "لَا تَبۡدِیلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کی تفسیری آراء کا موازنہ اور تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس مطالعے کا بنیادی مقصد سلف اور متاخرین مفسرین (بشمول امام مجاہدؒ، امام طبریؒ، علامہ ماتریدیؒ، امام رازیؒ، علامہ ابن کثیرؒ، اور علامہ رشید رضاؒ) کے نقطہ ہائے

نظر کی روشنی میں اس آیت کے جامع مفہوم کو واضح کرنا ہے۔اس تحقیق میں تفسیری مآخذ کے تقابلی اور تحلیلی منہج کو اپنایا گیا ہے (Comparative and Analytical Exegesis)۔ مفسرین کرام کی آراء کو ان کے دور، کلامی مکتبہ فکر، اور فقہی میلان کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے تاکہ 'خلقِ اللہ' کے معنی میں موجود تنوع کو سمجھا جا سکے۔ اس میں اسلاف آراء (دینِ اللہ اور جسمانی ہیئت کی تبدیلی) کو کلامی تجزیے (امام رازیؒ، علامہ نیشاپوریؒ) اور حدیثی استدلال (علامہ ابن کثیرؒ) سے جوڑا گیا ہے۔

مفسرین کرام کی آراء کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے دو مرکزی مفہوم ہیں: 1. دینِ فطرت میں تبدیلی کی ممانعت (حکمِ تشریعی): جمہور مفسرین، احادیث نبویہ (فطرت والی حدیث)، اور آیت کے سیاق (ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ) کی روشنی میں، اس سے مراد 'توحید پر مبنی فطرتِ سلیمہ' کو شرک اور گمراہی سے تبدیل کرنے کی ممانعت ہے۔ 2. اللہ کی جسمانی تخلیق میں بگاڑ کی ممانعت (مادی تبدیلی): جس کا اطلاق 'الإخصاء' (خصی کرنا) اور 'الوشم' (گودنا) جیسے افعال پر ہوتا ہے، جن کا حکم سورۃ النساء کے مطابق شیطان دیتا ہے۔ بعض کلامی مفسرین نے اسے 'سعادت و شقاوت' کے حکمِ تکوینی (قضا و قدر) کی غیر متبدل حیثیت سے بھی تعبیر کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آیت توحید کی حفاظت، فطرت پر استقامت اور اللہ کی تخلیق میں فساد سے بچنے کے ایک جامع اصول کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

امام مجاہدؒ کے نزدیک لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ کی تفسیر

آیت کریمہ: "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ "[1] کے مفہوم کے تعین میں سلف صالحین کے درمیان دو بنیادی نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں، جن کا ریکارڈ تفسیر مجاھد میں موجود ہے۔ ایک نقطہ نظر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی طبعی اور جسمانی تخلیق سے ہے، جہاں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس ٹکڑے کی تفسیر "الإِخْصَاءُ" جانوروں کو خصی کرنا سے کرتے ہیں۔ یہ رائے اس ممانعت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ حیوانی یا انسانی ہیئت میں فساد اور ناحق تبدیلی نہ کی جائے، جس کی تائید سورۃ النساء (آیت 119) میں شیطان کے اس فعل سے بھی ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو "تخلیقِ الٰہی کو بدلنے "کا حکم دے گا۔ اس کے مقابلے میں، جلیل القدر تابعی مفسر مجاہد بن جبیر اور فقیہ ابراہیم نخعی کی رائے دینِ فطرت پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ وہ "خَلْقِ اللَّهِ "کی تفسیر "لِدِینِ اللہِ" اللہ کا دین سے کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ حکم اس سیاق وسباق میں آیا ہے کہ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا[2]، لہٰذا اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دینِ توحید جسے اللہ نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے، اسے شرک، کفر یا دیگر گمراہیوں کے ذریعے ہرگز تبدیل نہ کیا جائے۔ چنانچہ، سلف کی یہ آراء اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہ ممانعت ایک وسیع مفہوم رکھتی ہے جس میں دین میں تبدیلی (معنوی) اور جسمانی ہیئت میں بگاڑ (مادی) دونوں شامل ہیں، اگرچہ سیاقِ آیت کی بنا پر مجاہد اور ابراہیم نخعی کی دین والی تفسیر کو تفسیری مآخذ میں زیادہ وزن دیا جاتا ہے۔[3]

امام ابن جریر طبریؒ کے نزدیک لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ کی تفسیر

امام المفسرین محمد بن جریر الطبریؒ کی تفسیر، جامع البیان، آیت "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ "کے مفہوم میں سلف کی تفسیری وسعت کو واضح کرتی ہے، جہاں دو بڑی آراء کی مستند اسانید پیش کی گئی ہیں۔ پہلی رائے کا تعلق اللہ کی جسمانی اور طبعی تخلیق میں تبدیلی کی ممانعت سے ہے، جس کے تحت "خَلْقِ اللَّهِ "کی تفسیر "الإِخْصَاءُ" (جانوروں کو خصی کرنا (سے کی گئی ہے۔ امام طبریؒ نے مختلف اسانید سے حضرت ابن عباسؓ،

ربیع بن انسؒ، شہر بن حوشبؒ، اور عکرمہؒ کے اقوال نقل کیے ہیں کہ "خلقِ الله" سے مراد خصاء لینا ہے۔ خاص طور پر ابن عباسؓ نے خصاء البھائم کو مُثلة (اعضاء کاٹنا) قرار دیتے ہوئے سورۃ النساء کی آیت فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ[4] سے استدلال کیا ہے۔

تاہم، دوسری اور غالب رائے یہ ہے کہ یہ آیت دینِ فطرت کے حوالے سے ہے، اور "خَلۡقِ اللّٰهِ" سے مراد "دینِ الله" ہے۔ اس رائے کے سب سے بڑے حامی مفسر مجاہد بن جبیرؒ ہیں، جنھوں نے خود عکرمہ کے سامنے (جن کا میلان خصاء کی طرف تھا) اس بات پر زور دیا کہ آیت کا صحیح مفہوم "لِدِينِ اللّٰهِ" ہے۔ امام طبریؒ نے مجاہد، قتادہ، سعید بن جبیر، ضحاک، اور ابن زید رحمہم اللہ سمیت متعدّد تابعین کرام کی شہادتیں نقل کی ہیں کہ "لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ" کا مطلب "لدینِ الله" ہے۔

امام طبریؒ نے ان دونوں آراء کا جائزہ لینے کے بعد دین والی رائے کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ وہ استدلال کرتے ہیں کہ سورۃ الروم کے سیاق میں آیت کا اختتام ذٰلِكَ الدِّينُ الۡقَيِّمُ پر ہوتا ہے، جو صراحتاً اس کے دینی مفہوم کی تائید کرتا ہے۔ البتہ، امام طبریؒ اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ اگرچہ بنیادی مراد دین ہے، لیکن اس مفہوم میں وہ تمام افعال بھی شامل ہیں جن سے اللہ نے منع کیا ہے، جیسے خصاء اور جسمانی آرائش و تبدیلی جیسے واشمات اور نامصات جن کا ذکر ایک حدیثِ مرفوع کے تحت عبد اللہ بن مسعودؓ سے آیا ہے۔ اس طرح امام طبریؒ نے دین اور طبعی ہیئت دونوں میں تبدیلی کو شیطانی عمل کے تحت داخل کر کے ایک جامع تفسیری نقطہ نظر قائم کیا ہے۔[5]

امام ابو منصور ماتریدیؒ کے نزدیک لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ کی تفسیر

امام ابو منصور ماتریدیؒ اپنی تفسیر تأویلات أهل السنة میں آیت "لَاتَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ" کے مفہوم کو وسعت دیتے ہوئے اسے نہ صرف سابقہ مفسرین کرام کی آراء کی روشنی میں دیکھتے ہیں بلکہ اس کے کلامی اور فکری ابعاد بھی واضح کرتے ہیں۔ امام ماتریدیؒ کے نزدیک، "خَلۡقِ اللّٰهِ" سے مراد اللہ کا دین اور توحید کا حکم لینا سب سے قوی احتمال ہے، کیونکہ اللہ نے مخلوق کو دراصل اپنی عبادت اور توحید کے لیے پیدا کیا ہے، جیسا کہ سورۃ الذاریات کی آیت: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ [6] سے واضح ہے۔ لہٰذا، شیطان کا مقصد اس بنیادی خلق (پیدائشی مقصد / دین) کو تبدیل کروانا ہے جس کے لیے انھیں وجود بخشا گیا۔ وہ اس رائے کو تقویت دیتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ "عامہ أهل التأویل" (جمہور مفسرین) نے "لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ" سے مراد "لَاتَبۡدِيۡلَ لِدِينِ اللّٰهِ" ہی لیا ہے۔ اس کے علاوہ امام ماتریدیؒ دوسرا احتمال بھی بیان کرتے ہیں جس کا تعلق کائناتی دلائل سے ہے۔ ان کے نزدیک "خَلۡقِ اللّٰهِ" کا اشارہ مخلوقات میں موجود اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت کے دلائل کی طرف ہو سکتا ہے، یعنی "لَا تَبۡدِيلَ لِمَا فِيهِ دَلَالَةُ وَحۡدَانِيَّةِ اللّٰهِ"۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کائنات میں موجود اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تفاوت اور بگاڑ نہیں ہے، جیسا کہ سورۃ الملک کی آیت کریمہ: مَا تَرَىٰ فِي خَلۡقِ الرَّحۡمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ[7] اس کی وضاحت کرتی ہے۔

ماتریدی، اشعری کلامی مکتبہ فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے، معتزلہ کی رائے پر بھی تنقید کرتے ہیں جو فعلِ عبد کو مخلوق نہیں مانتے، اور اس آیت کی تاویل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام ماتریدیؒ یہ ثابت کرتے ہیں کہ دین بھی اللہ کا خلق ہے اور مخلوق ہے (مخلوقِ خدا کا فعل ہونے کے ناطے) اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے، جس کو تبدیلی سے بچانا ہی آیت کا بنیادی مقصد ہے۔ اس طرح امام ماتریدی نے آیت کو عقیدہ (توحید اور دین)، فقہ (اوامر و نواہی)، اور کلام (فعلِ مخلوق) کے جامع فریم ورک میں واضح کیا۔[8]

امام ابو اللیث سمرقندیؒ کے نزدیک " لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ "کی تفسیر

فقہ حنفی کے امام اور مفسر ابو اللیث سمرقندیؒ نے اپنی تفسیر بحر العلوم میں آیت "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کے مفہوم کو سلف کی دینی رائے کی بنیاد پر قطعی طور پر بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے مراد "لَا تَغْيِيرَ لِدِينِ اللّٰهِ"(اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں) ہے۔ امام سمرقندیؒ اس حکم کی ایک ضمنی توجیہ یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ "اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں "جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، تو کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کی تخلیق کو بدلے۔ اس طرح یہ دونوں تعبیریں : دین میں تبدیلی اور تخلیق کو بگاڑنا، آیت کے تحت شامل ہو جاتی ہیں۔

امام سمرقندیؒ اس رائے کو مزید تقویت دینے کے لیے آیت کے سیاق وسباق سے بھرپور استدلال کرتے اور فرماتے ہیں کہ آیت کے بعد آنے والا جملہ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (یہ ہی سیدھا دین ہے) اس بات کو قطعی بنا دیتا ہے کہ خلقِ اللہ سے بنیادی مراد توحید ہے، جو دینِ مستقیم ہے۔ امام سمرقندیؒ اس کے بعد والی آیات کو بھی اسی سیاق میں جوڑتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ رسول ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو مُنِيبِينَ إِلَيْهِ (اس کی طرف رجوع کرنے والے) ہو کر نماز قائم کرنے اور مشرکوں میں شامل نہ ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلقِ اللہ کی حفاظت کا مطلب ہے کہ توحید پر قائم رہنا اور ان لوگوں کے راستے پر نہ چلنا مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا[9] (جنہوں نے اپنے دین کو فرقوں میں بانٹ دیا)، اس طرح اس آیت کا مرکزی موضوع توحید کی حفاظت اور شرک و تفرقہ سے اجتناب بن جاتا ہے۔[10]

امام ابو اسحاق ثعلبیؒ کے نزدیک " لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ "کی تفسیر

امام ابو اسحاق ثعلبیؒ اپنی تفسیر الکشف والبیان میں آیت "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "(اور اس سے جڑی سورۃ النساء کی آیت کریمہ : فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ) کے مفہوم کو وسعت دیتے ہیں اور تین بنیادی آراء کو یکجا کرتے ہیں۔ پہلی اور اکثر علماء کرام کی رائے کے مطابق، "خَلْقِ اللّٰہِ "کا مطلب "دینِ اللہ "ہے، یعنی اللہ کے توحیدی دین میں کوئی تبدیلی یا تحریف نہیں ہونی چاہیے۔ امام ثعلبیؒ وضاحت کرتے ہیں کہ آیت کا ظاہری انداز تو نفی (عدمِ تبدیلی) کا ہے، مگر اس کا معنی نہی یا حکم (تبدیلی نہ کرو) کا ہے۔ دوسری رائے کا تعلق جسمانی تخلیق کی تبدیلی سے ہے، جس کی تائید حضرت عکرمہؒ اور مفسرین کرام کی ایک جماعت کرتی ہے۔ اس کے مطابق شیطان کا حکم یہ ہے کہ وہ اللہ کی تخلیق کو الخصاء (خصی کرنا)، الوشم (گودنا)، قطع الآذان (کان کاٹنا) اور فقء العیون (آنکھیں پھوڑنا) جیسے افعال کے ذریعے بدلیں۔ تیسری اور فکری رائے جو "اہلِ معانی "کی طرف منسوب ہے، یہ ہے کہ خلقِ الٰہی میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے مخلوقات (جیسے انعام یعنی جانور) کو جس مقصد (سوار ہونا، کھانا) کے لیے پیدا کیا، مشرکوں نے اسے بدل کر اپنے اوپر حرام کر لیا (بُحیرہ، سائبہ وغیرہ)۔ اسی طرح اللہ نے سورج، چاند اور پتھروں کو انسانوں کے لیے مسخر بنایا، مگر مشرکوں نے انھیں عبادت کے لیے اختیار کر لیا، اس طرح خلقِ اللہ کے مقصد (Purpose of Creation) کو تبدیل کر دیا۔ امام ثعلبیؒ ان آراء کو نقل کر کے واضح کرتے ہیں کہ آیتِ قرآنی کا حکم دینِ توحید کو مسخ کرنے اور اللہ کی تخلیق کو جسمانی طور پر بگاڑنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی مخلوقات کے وجودی مقصد کو تبدیل کرنے کے جامع مفہوم کا احاطہ کرتا ہے۔[11]

امام بغویؒ و امام زمخشریؒ کے نزدیک " لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ "کی تفسیر

متاخرین مفسرین، جیسے امام بغویؒ اور امام زمخشریؒ نے متقدمین کی آراء کو جمع کرتے ہوئے آیت "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کے

مفہوم کو ایک واضح اور مستند شکل دی ہے۔ جمہور مفسرین، جن میں ابن عباسؓ، حسن بصری، مجاہد، سعید بن المسیب، اور ضحاک رحمہم اللہ شامل ہیں، اس پر متفق ہیں کہ "خَلْقِ اللّٰہِ " سے مراد دینِ اللہ ہے، اور یہ ٹکڑا خبر (نفی) کے انداز میں ہے لیکن اس کا مفہوم نہی (ممانعت) کا ہے، یعنی: "لَا تُبَدِّلُوا دِینَ اللّٰہِ"۔ امام بغویؒ نے واضح کیا ہے کہ اس سے مراد دین میں وضع تبدیلی کرنا ہے، جیسے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا۔ امام زمخشریؒ اس رائے کی تائید میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے انسانوں کو توحید اور دینِ اسلام کو قبول کرنے کی فطری قابلیت پر پیدا کیا ہے، اور یہ دین عقل و نظرِ صحیح کے مطابق ہے۔ اس رائے کی سب سے بڑی دلیل حدیث نبویؐ ہے" :کل مولود یولد علی الفطرۃ"...،[12] اور اس لحاظ سے "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کا مطلب ہے کہ اس فطرت کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے[13]۔

امام ابو محمد ابن عطیہؒ کے نزدیک " لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

مشہور مالکی مفسر قاضی ابو محمد عبد الحق بن عطیہؒ اپنی تفسیر المحرر الوجیز میں "تَغْيِيرِ خَلْقِ اللّٰہِ "اور "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے مفسرین کرام کے درمیان ایک جامع ضابطہ قائم کرتے ہیں۔ وہ سلف کی تمام آراء کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: پہلی اور غالب رائے یہ ہے کہ اس سے مراد دینِ اللہ کی تبدیلی ہے، جسے ابن عباسؓ، ابراہیم نخعی، مجاہد، حسن بصری، اور قتادہ رحمہم اللہ جیسے کبار تابعین نے اختیار کیا ہے۔ یہ مفسرین سورۃ الروم کی آیت کریمہ: فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ: سے استدلال کرتے ہیں، جہاں "خَلْقِ اللّٰہِ" کی تفسیر "دینِ اللہ "سے کی گئی ہے۔ دوسری رائے، جو ابن عباسؓ ایک روایت میں، حضرت انسؓ، عکرمہؒ، اور ابو صالحؒ سے منقول ہے، کا تعلق جسمانی تخلیق میں تبدیلی سے ہے، جیسے الإخصاء (خصی کرنا) اور الوشم (گودنا)۔ امام ابن عطیہؒ اس نقطے پر ایک اہم شرعی تقسیم پیش کرتے ہیں" :كُلُّ تَغْيِيرٍ ضَارٍ فَهُوَ فِي الْآيَةِ، وَكُلُّ تَغْيِيرٍ نَافِعٍ فَهُوَ مُبَاحٌ"یعنی: ہر وہ تبدیلی جو نقصان دہ ہے، وہ آیت کے حکم میں داخل ہے، اور ہر وہ تبدیلی جو نفع بخش ہے، وہ مباح ہے۔ اسی ضابطے کی بنیاد پر وہ وضاحت کرتے ہیں کہ اگرچہ خصی کرنا ممنوع تھا (جس کا اشارہ آیت میں ہے)، لیکن جب اس سے منفعت مقصود ہو (جیسے مویشی کو موٹا کرنا)، تو اسے جماعتِ علماء نے مباح قرار دیا ہے، یہاں تک کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے اسے گھوڑوں میں بھی جائز قرار دیا۔ مزید برآں، وہ ابن مسعودؓ اور حسن بصریؒ کی رائے کو بھی شامل کرتے ہیں کہ اس تغیر خلق اللہ میں وشم (گودنا) اور حُسن کے لیے تصنع (جیسے نبی کریم ﷺ کی لعنت والی حدیث میں مذکور افعال) شامل ہیں، کیونکہ یہ تبدیلی ضار کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس طرح ابن عطیہؒ آیت کے مفہوم کو نقصان دہ تبدیلیوں کی ممانعت اور دین کی حفاظت کے جامع اصول کے تحت لاتے ہیں، اور مومن کو شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں۔ پس امام ابن عطیہؒ تمام سابقہ آراء کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے ان میں عمومی ضابطہ (General Principle) اور شرعی رخصت (Legal Dispensation) کو شامل کرتے ہیں۔[14]

امام فخر الدین رازیؒ کے نزدیک " لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

امام فخر الدین رازیؒ آیت کے مفہوم کو کلامی (Theological) اور عقلی (Rational) دلائل کی روشنی میں نہایت گہرائی اور تفصیل سے واضح کرتے ہیں۔ امام رازی سابقہ آراء کو شامل کرتے ہوئے، "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کے نئے اور گہرے معانی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں آیت کریمہ "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ "کو ایک کلامی بنیاد فراہم کی ہے۔ آپ نے پہلے تو

آیت کے ابتدائی حصے فَأَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً کی لغوی اور معنوی تشریح کی، جس میں "أَقْبِلْ بِكُلِّكَ عَلَى الدِّينِ" (پوری طرح دین کی طرف متوجہ ہونا) اور "حَنِيفاً" (ہر باطل سے اعراض کرنا) مراد لیا۔ پھر وہ "فِطۡرَتَ اللّٰهِ" کو توحید قرار دیتے ہیں جس پر اللہ نے انسان کو عالمِ میثاق میں پیدا کیا تھا۔ "لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ" کے بارے میں امام رازیؒ نے کئی وجوہات بیان کی ہیں جو سابقہ مفسرین کی آراء کو گہرائی دیتی ہیں:

تسلیِ نبوی : ایک پہلو یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی ہے، جب مشرکین ایمان نہیں لائے تو بتایا گیا کہ یہ لوگ شقاوت کے لیے پیدا ہوئے ہیں، اور ان کی شقاوت کی حالت تبدیل نہیں ہوگی۔

وحدانیت کی ترسیخ" : لَاتَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کا مطلب ہے کہ توحید اور وحدانیت کا عقیدہ ان کی فطرت میں راسخ ہے، اور یہ حقیقت تبدیل نہیں ہو سکتی (اگرچہ گمراہی کی وجہ سے ان کا ایمانِ فطری کافی نہیں رہتا)۔

عبودیت کا عدمِ انتقال : سب سے اہم کلامی پہلو یہ ہے کہ اللہ نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اور وہ ہمیشہ اس کی عبید یعنی غلام ہی رہیں گے۔ اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی عبودیت کسی مملوک کی طرح نہیں ہے جو آزاد ہو سکے یا کسی اور کی ملکیت میں چلا جائے، بلکہ مخلوق کی عبودیت ایک اٹل اور غیر متبدل حقیقت ہے۔

امام رازیؒ نے اس آخری نکتے کو مخالف عقائد، جیسے وہ لوگ جو کمال حاصل کرنے کے بعد تکلیف سے بری ہو جانے کا دعویٰ کرتے ہیں، یا نصاریٰ جو عیسیٰؑ کی الوہیت کا دعویٰ کرتے ہیں، کے رد میں استعمال کیا ہے۔ وہ استدلال کرتے ہیں کہ لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ کا مطلب ہے کہ تمام مخلوق اپنی فطری حالت میں ہمیشہ بندہ ہی رہے گی، اور یہ حالت کسی بھی صورت میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اس طرح امام رازیؒ نے آیت کے مفہوم کو عقلی دلیل اور فلسفیانہ گہرائی کے ساتھ عبودیت کی آفاقی اور غیر متبدل حیثیت کے اثبات کے لیے استعمال کیا۔[15]

امام قرطبیؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ "کی تفسیر

مشہور مالکی فقیہ اور مفسر ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ اپنی تفسیر الجامع لأحکام القرآن میں آیت کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے سلف کی تمام بڑی آراء کو قضاو قدر کے ایک نئے فکری تناظر میں پیش کرتے ہیں۔

امام قرطبیؒ آیت "لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ" کے مفہوم کو قضاو قدر (Divine Decree) کے تناظر میں ایک فکری گہرائی دیتے ہیں۔ وہ ایک ابتدائی تاویل پیش کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ فطرت یعنی توحید خالق کی طرف سے ایک ایسی اٹل تخلیق ہے جس میں تبدیلی ممکن نہیں۔ وہ اس کو ایک عقیدہ سے جوڑتے ہیں کہ "لَا يَشۡقَى مَنۡ خَلَقَهُ سَعِيدًا، وَلَا يَسۡعَدُ مَنۡ خَلَقَهُ شَقِيًّا"۔ یعنی، اللہ نے جس کو سعید (نیک بخت) پیدا کیا ہے وہ شقی (بدبخت) نہیں ہو سکتا، اور جسے شقی پیدا کیا گیا ہے وہ سعید نہیں ہو سکتا؛ یہ اس کے قضائے نافذ کا حصہ ہے۔

اس قضاو قدر کے مفہوم کے علاوہ، امام قرطبیؒ سلف کی معروف آراء بھی نقل کرتے ہیں : مجاہد، قتادہ، ابن جبیر، ضحاک، ابن زر رحمھم اللہ، اور امام نخعیؒ کی رائے ہے کہ اس کا معنیٰ "لَاتَبۡدِیۡلَ لِدِیۡنِ اللّٰہِ" ہے، یعنی انسان اپنے معتقدات کو تبدیل نہ کرے۔ اس کے برعکس، عکرمہ، ابن عباسؓ (ایک روایت میں)، اور عمر بن الخطابؓ کی رائے کو بھی نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد "لَا تَغۡيِيرَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ مِنَ الۡبَهَائِمِ" (جانوروں کی تخلیق میں تبدیلی نہ کرنا) ہے، جس کا واضح اطلاق خصی کرنے کی ممانعت پر ہوتا ہے، جس کا حوالہ وہ سورۃ النساء میں موجود شیطان

کے فعل سے جوڑتے ہیں۔[16]

علامہ بیضاویؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

شافعی مفسر ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاویؒ کی مشہور تفسیر أنوار التنزیل وأسرار التأویل میں آیت کی لغوی اور نحوی باریکیوں پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے اس کے مفہوم کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ علامہ بیضاویؒ آیت کریمہ: فَأَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ کا تجزیہ کرتے ہوئے لغوی دقت اور معنوی اختصار سے کام لیتے ہیں۔ وہ "فَأَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّينِ "کو تمثیل (تشبیہ) قرار دیتے ہیں، جس سے مراد پوری طرح دین کی طرف متوجہ ہونا، اس پر استقامت اختیار کرنا، اور اس میں گہری دلچسپی لینا ہے۔ علامہ بیضاویؒ کے نزدیک "فِطۡرَتَ اللّٰهِ " سے مراد اللہ کی وہ خلقت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اور اس کے دو ممکنہ معنی ہیں: اول: انسان کی حق کو قبول کرنے کی صلاحیت اور اس کے ادراک کی استعداد۔ دوم: ملتِ اسلام، کیونکہ اگر انسان کو اس کی پیدائشی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ بالآخر اسلام تک پہنچ جاتا ہے۔ امام بیضاویؒ لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ "کی تشریح میں دو لغوی مفہوم بیان کرتے ہیں": لَا يَقۡدِرُ أَحَدٌ أَنۡ يُغَيِّرَهُ" (کوئی اسے تبدیل کرنے پر قادر نہیں)، جو کہ حکمِ تکوینی (کائناتی حقیقت) کے معنی میں ہے۔ اور "أَوۡ مَا يَنۡبَغِي أَنۡ يُغَيِّرَ" (یا جو تبدیل نہیں ہونا چاہیے)، جو کہ حکمِ تشریعی (شرعی حکم) کے معنی میں ہے، یعنی اسے تبدیل کرنا ممنوع ہے۔

چونکہ "خَلۡقِ اللّٰهِ " سے مراد دین (ملتِ اسلام) اور حق کو قبول کرنے کی صلاحیت (فطرت) دونوں شامل ہیں، لہٰذا ان دونوں میں تبدیلی ممکن نہیں یا اس سے ممانعت کی گئی ہے۔ وہ آخر میں ذَٰلِكَ الدِّينُ الۡقَيِّمُ کو مستقیم دین قرار دیتے ہیں، اور تاکید کرتے ہیں کہ أَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ (اکثر لوگ نہیں جانتے) کیونکہ وہ تدبر سے کام نہیں لیتے اور دین کی استقامت کو نہیں پہچانتے۔[17]

امام نسفیؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

حنفی مفسر ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفیؒ تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التأویل میں آیت کے مفہوم کو جامع، مختصر، اور مختلف النوع افعال کے ساتھ جوڑ کر پیش کرتے ہیں۔ امام نسفی کی تفسیر خلاصہ نگاری کے لیے مشہور ہے۔ امام ابو البرکات نسفیؒ "لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ "کے حکم کو جس سورۃ الروم کی آیت میں بیان کیا گیا ہے، اس کی مکمل تائید سورۃ النساء کی آیت کریمہ وَلَآمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ کے تحت بیان کردہ کثیر اطلاقی صورتوں سے کی ہے۔ امام نسفیؒ کے نزدیک خلقِ الٰہی میں تبدیلی کی ممانعت جامع ہے، اور اس میں درج ذیل افعال شامل ہیں جن کا حکم شیطان دیتا ہے:

1. فقء عين الحامي (حامی اونٹ کی آنکھ پھوڑنا، ایک جاہلی رسم)۔
2. الخصاء (خصی کرنا)، جو بنی آدم میں حرام مگر بہائم میں مباح ہے۔
3. الوشم (گودنا، جسم پر نقش بنانا)۔
4. نفي الأنساب واستلحاقها (نسب کو جھٹلانا یا جھوٹا نسب جوڑنا)۔
5. تغيير الشيب بالسواد (سفید بالوں کو سیاہ رنگنا)۔

6. التحريم والتحليل (حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا)۔

7. التخنث (مرد کا عورت کی مشابہت اختیار کرنا)۔

تاہم، امام نسفیؒ بھی جمہور کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ آیت "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کا بنیادی مفہوم "تبديل فطرة الله التي هي دين الإسلام" (دینِ اسلام کی فطرت کو تبدیل کرنا) ہے۔ وہ مشہور حدیث مبارکہ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ نے انسانوں کو توحید اور اسلام کو قبول کرنے کے لیے ہی پیدا کیا ہے، اور اس فطرت میں تبدیلی نہیں آنی چاہیے۔ امام زجاجؒ کی رائے کو نقل کرتے ہوئے، وہ تصدیق کرتے ہیں کہ "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کا مطلب "لَا تَبْدِیلَ لِدِینِ اللّٰهِ" ہے، جس کی حتمی دلیل آیت کے بعد آنے والا جملہ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ہے۔ اس طرح امام نسفی کی تفسیر مادی وجسمانی تبدیلیوں کے تنوع کو بیان کرنے کے باوجود معنوی و دینی تبدیلی کو آیت کا مرکزی اور حتمی مقصود قرار دیتی ہے۔[18]

امام خازنؒ کے نزدیک "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کی تفسیر

شافعی مفسر علاء الدین علی بن محمد الخازنؒ اپنی تفسیر لباب التأویل فی معانی التنزیل میں آیت کے مفہوم کو سلف کی متفقہ آراء کے خلاصہ اور ایک کلامی نکتہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ امام خازنؒ نے اپنی تفسیر لباب التأویل میں آیت کریمہ: "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کا ایک مختصر مگر جامع خلاصہ پیش کیا ہے، جس میں سلف کی تمام بڑی آراء شامل ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ "خَلْقِ اللّٰهِ" کا بنیادی اور غالب معنی "دینِ الله" ہے، یعنی "لَا تُبَدِّلُوا دِينَ اللّٰهِ" (اللہ کے دین کو مت بدلو)۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ لوگ فطرتِ الٰہی کو لازم پکڑیں اور توحید کو شرک سے تبدیل نہ کریں۔ اس کے علاوہ، امام خازنؒ سابقہ مفسرین کی دو دیگر اہم آراء بھی نقل کرتے ہیں:

جسمانی تخلیق کی ممانعت: ایک معنی یہ ہے کہ آیت "اِخصاء البهائم (جانوروں کو خصی کرنا)" کی ممانعت میں نازل ہوئی ہے۔

قضاوقدر: ایک گہرا کلامی نکتہ یہ بھی ہے کہ اس سے مراد انسان کی فطرت پر لکھی ہوئی سعادت (نیک بختی) اور شقاوت (بد بختی) ہے۔ یعنی "لَا يَصِيرُ السَّعِيدُ شَقِيًّا وَلَا الشَّقِيُّ سَعِيدًا"۔ جس کو اللہ نے سعید پیدا کیا وہ شقی نہیں ہوگا، اور شقی سعید نہیں ہوگا، یہ اس کے تقدیر کے اٹل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ کی تشریح میں وہ اسے دینِ اسلام قرار دیتے ہیں جو سیدھا اور مستحکم ہے۔ اس طرح، امام خازن کی تفسیر آیت کے معنوی (دینی) اور کلامی (قضاوقدر) دونوں پہلوؤں کو نہایت اختصار کے ساتھ واضح کرتی ہے، اور یہ ثابت کرتی ہے کہ جمہور کے نزدیک دینِ فطرت کی حفاظت ہی اس آیت کا بنیادی مقصد ہے۔[19]

امام ابوحیان اَندلسی کے نزدیک "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کی تفسیر

اندلس کے مشہور نحوی اور لغوی مفسر ابو حیان محمد بن یوسف الأندلسیؒ اپنی تفسیر البحر المحیط فی التفسیر میں آیت کے مفہوم کو نحوی تجزیہ، لغوی تحقیق، اور اطلاقات کی جامعیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ امام ابوحیان اَندلسیؒ آیت کریمہ: "لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کا مفصل نحوی و تفسیری تجزیہ کرتے ہیں اور اس کے مفہوم کو تسلسل اور جامعیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ "فِطْرَتَ اللّٰهِ" کو نصب علی الإغراء (لازم

پکڑنے پر ابھارنے والا (یا مصدر قرار دیتے ہوئے، وہ "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کی تشریح دو اہم نحوی و معنوی وجوہات سے کرتے ہیں:

حکمِ تکوینی" :لَا تَبْدِيلَ لِهَذِهِ الْقَابِلِيَّةِ مِنْ جِهَةِ الْخَالِقِ" (خالق کی طرف سے اس صلاحیت / فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں)۔

حکمِ تشریعی" :مَا يَنْبَغِي أَنْ تُبَدَّلَ تِلْكَ الْفِطْرَةُ أَوْ تُغَيَّرَ" (مناسب نہیں کہ وہ فطرت تبدیل کی جائے (جو نہی کے معنی میں ہے۔

امام ابو حیانؒ تغییر خلق اللہ سورۃ النساء کے سیاق میں، وسیع اطلاقات کو ایک تسلسلی عمل (Gradual Change) کے طور پر دیکھتے ہیں جس کی ابتدا چھوٹی تبدیلیوں سے ہوتی ہے، جیسا کہ شیطان پہلے تبتیكِ آذانِ الأَنْعَامِ (جانوروں کے کان کاٹنے (جیسے خاص حکم سے شروع کرتا ہے تاکہ اطاعت کی آزمائش ہو، اور پھر جمیع التَّغْيِيرَاتِ الْعَامّ کا حکم دیتا ہے۔ ان اطلاقات میں الْوَشْمُ، الْخِصَاءُ، فَاسِدُ استعمالِ شہوات (سفاح ولواط)، تخنّث (جنس کی مشابہت)، تَحْلِيلُ الْحَرَامِ (حلال و حرام کو بدلنا)، اور نَسَب میں تبدیلی شامل ہیں۔ یہاں تک کہ مفسر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وشم اور خصی جیسے خاص افعال کا ذکر دراصل ایک تمثیل (مثال) کے طور پر ہے، نہ کہ حصری (انحصار)۔ اس طرح، امام ابو حیانؒ کی تفسیر فطرت کو تبدیلی سے بچانے کے حکم کو ایک جامع اصول بنا کر پیش کرتی ہے جو عقائد، احکام، اخلاق، اور طبعی ہیئت کی تمام تبدیلیوں کا احاطہ کرتا ہے جو اللہ کی منشاء کے خلاف ہوں[20]۔

امام ابن کثیرؒ کے نزدیک "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کی تفسیر

مشہور شافعی مفسر ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیرؒ اپنی تفسیر تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) میں آیت کے مفہوم کو نصوصِ نبوی (احادیث) کی روشنی میں سب سے زیادہ طاقتور انداز میں ثابت کرتے ہیں۔ امام ابن کثیر کے نزدیک آیت کا بنیادی مفہوم دینِ فطرت سے متعلق ہے، جس کی تائید میں وہ مختلف اسانید سے متعدد احادیث پیش کرتے ہیں۔ امام ابن کثیر نے آیت کریمہ: "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" کی تفسیر میں احادیثِ نبویہ کو مرکزی حیثیت دے کر، دینِ اللہ والی رائے کو علمی اور نقلی طور پر مستحکم کیا ہے۔ وہ مفسرین (ابن عباسؓ، ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ، قتادہؒ، وغیرہ) کے اجماع کو نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد "لِدِينِ اللّٰهِ" (اللہ کا دین) ہے، اور یہ کہ "خَلْقِ الْأَوَّلِينَ" سے مراد بھی "دِينِ الْأَوَّلِينَ" ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ امام ابن کثیرؒ کے اس تفسیر کی سب سے بڑی دلیل حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی مشہور حدیثِ متفق علیہ پیش کرتے ہیں" :ما من مولود یولد إلا علی الفطرة فأبواه یهودانه أو ینصرانه أو یمجسانه[21] "...اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نوزائیدہ بچے کے فطرتِ سلیمہ (توحید پر مبنی پیدائش) پر ہونے کو ایک صحت مند جانور کی پیدائش سے تشبیہ دی ہے، اور اس کے فوراً بعد فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی تلاوت فرمائی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ آیت اور حدیث کا مفہوم ایک ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے دیگر صحابہ کرام، جیسے الأسود بن سریعؓ، جابرؓ بن عبد اللہ، اور عیاضؓ بن حمار، سے احادیث نقل کی ہیں جو اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ اللہ نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء یعنی توحید پر قائم پیدا کیا، لیکن شیاطین نے آکر انھیں ان کے دین سے گمراہ کر دیا اور ان پر حرام کو حلال کروا دیا، اور خلق کو تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ ابن کثیرؒ نے ابن عباسؓ سے قضا و قدر سے متعلق ایک حدیث بھی نقل کی ہے، تاہم اس باب میں ان کا جھکاؤ "دینِ فطرت میں تبدیلی کی ممانعت "کو ہی بنیادی اور مرکزی مفہوم قرار دینے کی طرف ہے۔ وہ آیت کے دونوں پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں :اول :یہ ایک خبر بمعنی الطلب (حکم) ہے کہ تم دین کو مت بدلو؛ دوم :یہ ایک خبر علی بابہ (حقیقی

خبر) ہے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو ایک جیسی فطرت پر پیدا کیا اور اس تخلیق میں کوئی تفاوت نہیں۔[22]

علامہ نیشاپوریؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

امام نظام الدین نیشاپوریؒ نے اپنی تفسیر غرائب القرآن میں آیت "لَاتَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ " کے مفاہیم کو تین مرکزی نکات میں سمو دیا ہے، جن میں کلامی (Theological) اور ردِّ فرق باطلہ کا پہلو غالب ہے۔

حکمِ تشریعی: یہ ایک خبر بمعنی نہی ہے، یعنی "لَا تُبَدِّلُوا خَلْقَهُ الَّذِي فَطَرَكُمْ عَلَيْهِ" (اللہ کی اس تخلیق کو مت بدلو جس پر اس نے تمھیں پیدا کیا)۔ اس میں ایمانِ فطری کا ذکر ہے، تاہم امام نیشاپوریؒ واضح کرتے ہیں کہ صرف فطری ایمان کافی نہیں ہے۔

حکمِ تکوینی: (تسلیِ نبوی) : یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلّی ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ "أَشْقِيَاءُ" (بد بخت) لکھے جا چکے ہیں، اور "مَنْ كُتِبَ شَقِيًّا لَمْ يَسْعَدْ" (جس کو شقی لکھا گیا وہ سعید نہیں ہو سکتا)۔

دائمی عبودیت (کلامی تردید) : یہ سب سے اہم نکتہ ہے کہ "الْخَلْقُ لَا خُرُوجَ لَهُمْ عَنْ عُبُودِيَّتِهِ" (مخلوق کو اللہ کی عبودیت سے باہر نکلنا ممکن نہیں۔ اس سے امام نیشاپوریؒ نے تین فرقوں کے دعوؤں کو باطل قرار دیا:

وہ لوگ جو کمال کا دعویٰ کرتے ہیں : کہ جب عباداتی افعال سے عبد کامل ہو جائے تو اس پر تکلیف باقی نہیں رہتی۔

صابئہ (اور بعض شکوک والے) : جو کہتے ہیں کہ انسان عبادت کے لائق نہیں، اس لیے وہ کواکب کی عبادت کرتے ہیں، جبکہ کواکب بھی اللہ کے بندے ہیں۔

نصاریٰ اور حلولیہ : جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ بعض ہستیوں (جیسے عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کر جاتا ہے اور وہ اِلٰہ بن جاتے ہیں۔

آیت "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ " ان تمام فرقوں کے دعوؤں کو رد کرتی ہے اور یہ اصول قائم کرتی ہے کہ مخلوق کی بندہ ہونے کی حیثیت دائمی اور غیر متبدل ہے۔ اس طرح امام نیشاپوریؒ نے آیت کو ایک ایسا عقلی ہتھیار بنایا جو اسلام کے کلامی مسائل اور فرق باطلہ کے نظریات کی تردید کرتا ہے۔[23]

علامہ اسماعیل حقیؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

شیخ اسماعیل حقی البرُسَوی اپنی تفسیر روح البیان میں آیت "لَاتَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ " کی تشریح میں تفسیر اور تصوف کو یکجا کرتے ہیں۔ وہ اس جملے کو امر بلزوم فطرت یعنی فطرت کو لازم پکڑنے کے حکم کی تعلیل وجہ قرار دیتے ہیں۔

وجوبِ امتثال : آیت کا مطلب ہے کہ اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنا، یعنی اس کے واجب کو ترک کر دینا، یا ہوا و ہوس اور شیطانی وسوسوں کی پیروی کر کے اس کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا صحیح اور مستقیم نہیں ہے۔

عالمِ شہادت و غیب کا فرق: امام نیشاپوریؒ کی کلامی رائے کو نقل کرتے ہوئے، وہ ایک صوفیانہ نکتہ پیش کرتے ہیں : عالمِ شہادت (دنیا)، جو لوحِ محفوظ کا آئینہ ہے، اس کی صورتوں میں تبدیلی اور رد و بدل ہو سکتا ہے (جیسے مادّی اشیاء)؛ لیکن رحمِ مادر (عالمِ غیب کا آئینہ) میں تبدیلی نہیں ہوتی، اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "السعيد سعيد في بطن أمه والشقي شقي في بطن أمه" (نیک بخت ماں کے پیٹ میں ہی نیک بخت ہے

اور بدبخت ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت)۔[24]

اس طرح، روح البیان نے "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کے مفہوم کو قضاو قدر کے کلامی نقطہ نظر سے جوڑتے ہوئے، انسان کو نفس کی تاریکیوں سے نکل کر اللہ کی طرف رجوع کرنے اور فطرتِ سلیمہ پر قائم رہنے کی اخلاقی ترغیب دی ہے۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کے نزدیک "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کی تفسیر

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی مشہور تفسیر تفسیر مظہری میں آیت کے مفاہیم کو روایتی، کلامی اور حدیثی دلائل کو یکجا کرکے، خاص طور پر قضاوقدر کے موضوع کو نمایاں کرتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ آیت "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کے تمام مرکزی مفاہیم کو شامل کرتے ہوئے، قضاوقدر کی رائے کو نقلی دلائل سے سب سے زیادہ تقویت دیتے ہیں۔

دینِ فطرت (تشریعی): وہ جمہور کی رائے کو نقل کرتے ہیں کہ اس جملے کا نحوی معنی نہی (ممانعت) ہے، یعنی "لَا تُبَدِّلُوا دِيْنَ اللّٰهِ" (اللہ کے دین کو مت بدلو)، اور توحید کو شرک سے تبدیل نہ کرو۔

قضاوقدر (تکوینی): وہ عبداللہ بن مبارکؒ کے حوالے سے ایک گہرا کلامی نکتہ بیان کرتے ہیں" :كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ "کا مطلب ہے کہ وہ علمِ الٰہی میں اپنی جبلت (سعادۃ یا شقاوۃ) پر پیدا ہوتا ہے، اور عاقبت میں اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ اس بنیاد پر، "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کا معنی ہے کہ "سعادۃ و شقاوۃ" (نیک بختی و بدبختی) میں تبدیلی نہیں آتی۔

حدیث نبوی سے استدلال: قاضی پانی پتی اس رائے کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مشہور حدیثِ تخلیقِ جنین سے ثابت کرتے ہیں (جو متفق علیہ ہے)، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ"۔[25] (پھر اس کا عمل، اس کی موت کا وقت، اس کا رزق اور یہ کہ وہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت، لکھ دیا جاتا ہے۔) اس کے علاوہ، وہ ابو الدرداءؓ کی حدیث بھی نقل کرتے ہیں" :إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ فَصَدِّقُوهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ فَلَا تُصَدِّقُوهُ فَإِنَّهُ يَصِيرُ إِلَى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ"۔[26] (جب تم کسی پہاڑ کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے بارے میں سنو تو اس کی تصدیق کر لینا، لیکن جب تم کسی آدمی کے اپنی فطرت اور عادت سے بدل جانے کے بارے میں سنو تو اس کی تصدیق مت کرنا، کیونکہ وہ بالآخر اسی کی طرف لوٹتا ہے جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے۔) یہ احادیث اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ انسان کا فطری انجام (سعادت یا شقاوت) اس کی تخلیق کا حصہ ہے جو تبدیل نہیں ہو سکتا۔

جسمانی بگاڑ: وہ عکرمہؒ اور مجاہدؒ کی رائے کو بھی شامل کرتے ہیں کہ اس سے مراد خصاء (جانوروں کو خصی کرنا) کی حرمت ہے۔[27]

تفسیر مظہری کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت بنیادی طور پر دینِ اسلام کو لازم پکڑنے کا حکم ہے، لیکن اس کی گہری ترین تعبیر علمِ الٰہی میں سعادت و شقاوت کی دائمی حیثیت کو بیان کرتی ہے، جس کی تائید مضبوط نبوی احادیث سے ہوتی ہے۔

علامہ جمال الدین قاسمیؒ کے نزدیک "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کی تفسیر

جمال الدین محمد القاسمیؒ کی تفسیر محاسن التأویل میں انہوں نے المہائمی کی رائے کو نقل کیا ہے۔ یہ رائے عقلی دلیل اور توحید کے نکتہ نظر سے آیت کی تشریح کرتی ہے، اور یہ بتاتی ہے کہ عقلِ سلیم خود ہی توحید کی فطرت میں تبدیلی کو ناممکن قرار دیتی ہے۔ امام القاسمی نے

المہائمی کی رائے کو نقل کرتے ہوئے "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ "کی ایک عقلی تشریح پیش کی ہے، جو توحید کے مرکزی خیال کو تقویت دیتی ہے۔

فطرت میں تبدیلی : آیت کا آغاز اس مفروضے سے ہوتا ہے کہ "القول بتعدده تغيير للفطرة" (اللہ کے متعدد ہونے کا قول فطرت کو تبدیل کرنا ہے)، جو کہ ناپسندیدہ ہے۔

عقل کا حکم (خلق اللہ) : اس کے فوراً بعد "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ "کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ "لَا تَغْيِيرَ لِأَمْرِ الْعَقْلِ الَّذِي خَلَقَهُ اللّٰهُ لِلِاسْتِدْلَالِ" (اللہ کی بنائی ہوئی عقل کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں)۔ اس کا مطلب ہے کہ عقلِ سلیم کو اللہ نے توحید کو ثابت کرنے اور دینِ قیم کو پہچاننے کے لیے پیدا کیا ہے، اور یہ عقل جو توحید کا تقاضا کرتی ہے، اس کے فیصلے میں تبدیلی نہیں آسکتی۔

دینِ قیم : اس کے بعد ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ سے مراد یا تو دینِ مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا) ہے یا فطرت ہے، جو "مستقیم دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں" ہے۔[28]

یہ تفسیر فطرت کو صرف ایمانِ قلبی تک محدود نہیں رکھتی، بلکہ اسے عقل کی تخلیقی قوت سے جوڑتی ہے، جو خود ہی توحید کو لازم قرار دیتی ہے اور شرک کو فطرت میں تبدیلی اور عقل کی نفی سمجھتی ہے۔

علامہ رشید رضاؒ کے نزدیک " لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ "کی تفسیر

شیخ محمد رشید رضاؒ اپنی مشہور تفسیر تفسیر المنار، جو اصلاحی اور اجتہادی مکتبہ فکر کی عکاسی کرتی ہے۔ اس تفسیر میں خلق اللہ کی تبدیلی کو عقلِ سلیم میں بگاڑ اور شیطان کی پیروی کے وسیع تناظر میں بیان کیا ہے، جس میں توحید اور تحفظِ عقل پر خاص زور ہے۔ تفسیر المنار میں "لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ "کا مفہوم معنوی اور حسی دونوں تبدیلیوں کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے، لیکن استاذ الامام شیخ محمد عبدہؒ کی رائے کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے، جو فطرتِ انسانی کی تعلیم اور اس کی اصلاح پر زور دیتی ہے۔

خلق اللہ کا مفہوم:

دین فطرت : مفسر ابن عباسؓ کی رائے کو نقل کیا گیا کہ "خَلْقِ اللّٰهِ "سے مراد دینِ فطرت ہے، جو فطری طور پر توحید کی طرف مائل کرتا ہے۔

عقل واستدلال کی تبدیلی : استاذ الامام شیخ محمد عبدہؒ کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے کہ "تَغْيِيرُ خَلْقِ اللّٰهِ "سے مراد "تَغْيِيرُ الْفِطْرَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ" ہے، یعنی نفس کو اس فطرت سے ہٹا دینا جس پر وہ نظر واستدلال، طلبِ حق اور خیر کی طرف مائل ہونے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اس سے عقولِ ناس کو طمس (بگاڑ) کرنا اور انھیں اباطیل ورذائل پر تربیت کرنا مراد ہے۔

توحید کا فساد : فسادِ فطرت کی سب سے شدید شکل "حَصْرُ تِلْكَ السُّلْطَةِ الْعُلْيَا فِي بَعْضِ الْمَخْلُوقَاتِ "ہے، جو اصلِ شرک ہے۔ اس کے بعد اندھی تقلید آتی ہے جو عقل کو معطل کر دیتی ہے۔

حسی تبدیلی (مبالغہ کی شرط) : ابن عباسؓ سے وشم (گودنا) اور وشر اسنان (دانتوں کو تیز کرانا) کی حرمت بھی مروی ہے۔ المنار میں وضاحت کی گئی ہے کہ جسمانی تبدیلی جو مذمت کے لائق ہے وہ ہے جو تشویہ کی حد تک پہنچ جائے، جیسے چہرے پر قبیح نقوش بنانا یا صلیب بنانا۔ البتہ ختنہ، ناخن کاٹنا، اور خضاب لگانا جیسی نفع بخش اور فطری صفائی کی چیزیں اس ممانعت میں شامل نہیں ہیں۔

شیطان کی پیروی: یہ ساری تبدیلیاں شیطان کی ولایت (دوستی) اور اس کی وسوسہ کے نتیجے میں آتی ہیں، جو معاش اور معاد (دنیا و آخرت) دونوں میں واضح خسارہ ہے۔ شیطان اپنے جھوٹے وعدوں (یَعِدُهُمۡ) اور باطل آرزوؤں (وَیُمَنِّیهِمۡ) کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔[29]

تفسیر المنار کے نزدیک "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کا وسیع مفہوم دراصل فطرت کو قائم رکھنے، توحید کو مضبوط کرنے، اور عقل کو شیطان کے اباطیل اور اندھی تقلید سے آزاد کرنے پر زور دیتا ہے۔

علامہ ابن عاشورؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

علامہ محمد الطاہر بن عاشورؒ نے جدید اور اجتہادی تفسیر التحریر والتنویر میں آیت کے مفاہیم کو لغوی گہرائی، عقلی فلسفے اور فقہی و اصولی تناظر میں نہایت تفصیل اور تجزیے کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ خاص طور پر، وہ فطرت کے عقلی اور جسمانی مفاہیم کو تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ علامہ ابن عاشور نے اپنی تفسیر التحریر والتنویر میں "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کے ذریعے اسلام کے عالمگیر اور فطری ہونے کا اصول بیان کیا ہے۔

فطرت کی نوعیت (عقلی و جسمانی): وہ فطرت کی تعریف کرتے ہوئے ابن سینا کے فلسفیانہ نقطہ نظر کو شامل کرتے ہیں کہ فطرت وہ نظام (System) ہے جو ہر مخلوق میں موجود ہے۔ انسان کے لیے یہ جسد (جسم) اور عقل کا فطری نظام ہے۔ عقل کی فطرت "استنتاج المسببات من أسبابها" (اسباب سے نتائج نکالنا) ہے، اور جو اس کے خلاف ہو، وہ "خلاف الفطرۃ "ہے۔ اس کے مطابق: الإسلام هو الفطرة: اسلام کا اعتقادی اصول توحید "مقتضى الفطرة العقلية "پر مبنی ہے، اور اس کی تشریعات "مناسبة لخلقتهم غير مجافية لها "ہیں۔

فطرت کا تحفظ" : لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "سے مراد ہے کہ یہ دینِ حنیف ہے جس میں خلق اللہ (دین) کی تبدیلی نہیں ہے۔ یہ جملہ نہی (ممانعت) کے معنی میں ہے" : فطرت میں تبدیلی نہ کرو"، جیسا کہ شیطان کا مقصد ﴿فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ﴾ میں بیان ہوا ہے۔

اصولی تطبیق (نسخ) : ابن عاشورؒ نے ایک اصولی نکتہ پیش کیا ہے کہ اسلام کے احکام فطرتِ الٰہی پر مبنی ہیں۔ اس کی مثال سورۃ التوبہ (آیت 36) کی تشریح میں دی ہے: مہینوں کا بارہ ہونا (تکوینی خلق) اور ان میں چار حرمت والے (جعلِ تشریعی) ہونا دونوں اسلام کے دینِ قیم میں داخل ہیں، اور اس اصول کی بنیاد پر توراۃ کے شمسی کیلنڈر اور جاہلیت کے باطل رسوم منسوخ ہوئے۔

التحریر والتنویر کا نچوڑ یہ ہے کہ آیت فطرت اور توحید کو عقلی دلیل کے ساتھ جوڑتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک سمح، یُسر، عالمگیر، اور فطرت کے عین مطابق دین ہے، اور اس میں کسی بھی قسم کی عقلی یا عملی تبدیلی اس فطری ساخت کو بگاڑنا ہے۔[30]

علامہ وہبہ زحیلیؒ کے نزدیک " لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ "کی تفسیر

مشہور معاصر مفسر ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ کی تفسیر التفسیر المنیر میں آیت کے مفاہیم کو جامعیت اور وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہیں، اور دینِ اسلام کی استقامت پر خاص زور دیتے ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ اپنی تفسیر التفسیر المنیر میں "لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ" کے مفہوم کو جامع اور قطعی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ وہ اس جملے کو نہی (ممانعت) کے معنی میں لیتے ہیں اور اس کے دو بنیادی اطلاقات بیان کرتے ہیں:

حسی تبدیلی کی ممانعت: "لَا یَنۡبَغِي لِأَحَدٍ أَنۡ یُغَیِّرَ فِطۡرَةَ اللّٰہِ وَخَلۡقَهُ" (کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اللہ کی فطرت اور اس کی تخلیق کو

بدلے)۔ یہ اطلاق جسمانی بگاڑ اور تخلیقی اصولوں میں دخل اندازی کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے۔

دینی تبدیلی کی ممانعت: "وَلَيۡسَ لَكُمۡ أَنۡ تُبَدِّلُوا دِينَهُ بِأَنۡ تُشۡرِكُوا" (تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے دین کو شرک کے ذریعے بدل دو)۔ یہ اطلاق جمہور مفسرین کی رائے کے مطابق توحید کی حفاظت کو مرکزی حیثیت دیتا ہے۔

التفسیر المنیر کی تشریح آیت کے تمام مفاہیم کو توحید کی استقامت کے تحت جمع کر دیتی ہے، اور واضح کرتی ہے کہ فطرت اور دین دونوں کی تبدیلی ممانعت کے زمرے میں آتی ہے۔[31]

نتائج:

1. جمہور مفسرین کے نزدیک "خَلۡقِ الله" سے مراد اللہ کا دین اور فطرتِ اسلام ہے۔
2. ابن عباسؓ، مجاہدؒ اور قتادہؒ نے اس آیت کی تفسیر "دینِ الله" سے کی ہے۔
3. حدیثِ فطرت "کل مولود یولد علی الفطرة" اس تفسیر کی بنیادی دلیل ہے۔
4. آیت کا اسلوب خبر کے پردے میں ممانعت ہے: دینِ الٰہی میں تبدیلی نہ کرو۔
5. امام رازیؒ کے مطابق مخلوق ہمیشہ عبودیت کی حالت میں رہتی ہے، یہ قانونِ فطرت اٹل ہے۔
6. تقدیرِ الٰہی میں سعادت و شقاوت کی تحریر نہیں بدلتی، یہ بھی فطرت کا حصہ ہے۔
7. عقلِ سلیم کو فاسد کرنا بھی "تغییر خلق الله" میں آتا ہے۔
8. جسمانی بگاڑ جیسے گودنا، بال نوچنا اور خصی کرنا ممنوع تبدیلیوں میں شامل ہیں۔
9. ابن عطیہؒ کے مطابق ہر نقصان دہ تبدیلی ممنوع اور ہر فائدہ مند تبدیلی مباح ہے۔
10. فطرت کی تبدیلی میں جسمانی، اخلاقی اور فکری بگاڑ سب شامل ہیں۔
11. ابن عاشورؒ نے اس اصول کو تشریعی احکام تک وسیع کیا جیسے اشہر حرم کی حرمت۔
12. آیت فطرتِ الٰہی کے اس قانون کو قائم کرتی ہے کہ دین اور تخلیق اپنی اصل میں غیر متبدل ہیں۔
13. شیطان کی پیروی انسان کو دین اور تخلیق دونوں میں بگاڑ کی طرف لے جاتی ہے۔

حوالہ جات

---

[1] قرآن کریم، سورۃالروم30: 30

[2] قرآن کریم، سورۃالروم30: 30

[3] أبو الحجاج، مجاهد بن جبر، تفسیر مجاهد، دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر، 1410 هـ ص 539

[4] قرآن کریم، سورۃالنساء4: 119

[5] أبو جعفر، محمد بن جرير، تفسير الطبري، دار هجر، القاهرة، مصر، ج 7، ص 495-502 ؛ ج 18، ص 494-496

[6] قرآن کریم، سورۃالذاریات، آیت: 56۔

[7] قرآن کریم، سورۃالملک، آیت: 3۔

[8] أبو منصور، الماتريدي، تفسير تأويلات أهل السنة، دار الكتب العلمية بيروت، ج 3، ص 365؛ ج 8، ص 75، 272

[9] قرآن کریم، سورۃالانعام، آیت: 159۔

[10] امام سمرقندی، محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي، تفسير السمرقندي = بحر العلوم، ج 3، ص 12

[11] امام ثعلبی، أحمد بن إبراهيم، الكشف والبيان، دار التفسير، المملكة السعودية، ج 11، ص 7؛ ج 21، ص 151

[12] امام مالک، مؤطا امام مالک، مؤسسة زايد بن سلطان، أبو ظبي – الإمارات، 1425ه، ج2، ص228

[13] امام بغوی، تفسير البغوی، معالم التنزيل، دار طيبة للنشر والتوزيع، 1417 ھ، ج 2، ص 289؛ ج 6، ص 271 اور امام زمخشری، محمود بن عمر، تفسیر کشاف، دار الكتاب العربي، بيروت، ج 3، ص 479

[14] ابن عطیہ، أبو محمد عبد الحق بن غالب، المحرر الوجيز، دار الكتب العلمية بيروت، ج2، ص 114؛ ج 4، ص 336

[15] امام رازی، أبو عبد الله محمد بن عمر، تفسیر کبیر، دار إحياء التراث العربي بيروت، ۰ ھ، جلد 25، ص 98، 99

[16] امام قرطبی، محمد بن أحمد الأنصاري، جامع احکام القرآن، دار الكتب المصرية – القاهرة، 1384 ھ، ج 14، ص 31

[17] امام بیضاوی، عبد الله بن عمر، تفسیر البیضاوي، دار إحياء التراث العربي بيروت، 1418 ھ ج 4، ص 206

[18] أبو البركات۔ عبد الله بن أحمد، مدارك التنزيل، دار الكلم الطيب، بيروت، 1419 ھ ج 1، ص 397؛ ج 2، ص 700

[19] امام خازن، علاء الدين علي بن محمد، تفسیر خازن، دار الكتب العلمية – بيروت، 1415 ھ، ج 3، ص 391

[20] ابو حیان اندلسی، محمد بن یوسف، تفسیر بحر محیط، دار الفكر بيروت، 1420 ھ، ج 4، ص 72؛ ج 8، ص 389

[21] امام طحاوی، أبو جعفر، أحمد بن محمد، شرح مشكل الآثار، مؤسسة الرسالة، 1415ه، ج1، ص12

[22] ابوالفدا، اسماعيل بن كثير، تفسیر القرآن العظيم، دار الكتب العلمية، بيروت، 1419 ھ، ج 6، ص 282-284

[23] نیشاپوری، نظام الدين الحسن بن محمد تفسیر نیشاپوری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1416 ھ، ج 5، ص 411

[24] علامہ حقی، اسماعیل، روح البیان، دار الفکر بیروت، س۔ن، ج 7، ص 32

[25] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار ابن کثیر، دار الیمامۃ، دمشق، 1414 ھ، ج3، ص1212

[26] امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسة الرسالة، 1421ه، ج45، ص461

[27] قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، مکتبۃ الرشدیۃ، پاکستان، 1412 ھ، ج 7، ص 233

[28] قاسمی، محمد جمال الدین، تفسیر قاسمی، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1418 ھ، ج 8، ص 14

[29] محمد رشید رضا، تفسیر المنار، الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1990 م، ج 5، ص 350-351

[30] محمد طاهر ابن عاشور، تفسير التحرير والتنوير، الدار التونسية للنشر، تونس، 1984ء، ج 21، ص 988

[31] علامہ وہبہ زحیلی، التفسير المنير، دار الفکر، دمشق۔شام، 1991ء، ج 21، ص 81